تصویر وطن

حافظ حسن مدنی

# ملکی حالات، امریکی دھمکی اور اس کے مضمرات

پاکستان میں حالات کچھ اس تیزی سے تبدیل ہورہے ہیں کہ ہر لمحے صورتحال گھمبیر تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ گذشتہ صرف ایک ماہ کے دوران چند ایسے غیر معمولی واقعات پاکستان میں رونما ہوئے ہیں جن کے نتائج جہاں انتہائی دور رَس ہیں، وہاں مستقبل پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس سے پہلے بھی وطن عزیز میں ایسے رجحان ساز واقعات کا ایک طویل تسلسل ہے جس سے صورتحال اس مرحلے تک آ پہنچی ہے کہ آج ہم بحیثیتِ قوم اپنے آپ کو سنگین مسائل سے دوچار پاتے ہیں۔ ماضی قریب میں بلوچ سرداروں کے قتل، حدود قوانین کی معطّلی اور ۱۲ مئی کو کراچی میں ہونے والی ہلاکتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ماہِ رواں میں پیش آنے والے اہم ترین مسائل کا ایک عبوری جائزہ لیا جانا چاہئے۔

❶ ۱۰ر جولائی ۲۰۰۷ء پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے جس دن ظلم و سفاکی کا بدترین مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان سے شوکتِ اسلام کا جنازہ نکال دیا گیا۔ اس کاروائی کے ذریعے اسلامی احکام پر عمل کرنے والوں کو حکومتی سرپرستی میں ہر ممکنہ جارحیت کا پیغام دیا گیا اور مغرب کے لبرل نظریات پر یقین رکھنے اور اس پر عمل کرنے والوں کو پوری تائید کے ساتھ ہر طرح کی پوری چھوٹ دے دی گئی۔ حکومتِ وقت کی نظر میں فحاشی اور بے راہ روی کے مرتکب تو تحفظ و تائید کے مستحق ٹھہرے اور ان کے خلاف ایک حرفِ مذمت یا معمولی سی کاروائی بھی دیکھنے میں نہ آئی لیکن قرآن کو پڑھنے اور نفاذِ اسلام کا مطالبہ کرنے والوں سے ایسا سلوک کیا گیا کہ آج بھی قرآن کے اوراق، شہید ہونے والوں کے اعضا، معصوم طالبات کی اوڑھنیاں اور برقعے اسلام آباد کے کوڑے اور گندے نالوں میں بکھرے نظر آتے ہیں۔ سینکڑوں خواتین اور بچوں کو شہید کرتے ہوئے نہ صرف ہر اخلاقی ضابطہ کو پامال کردیا گیا بلکہ اسلام کی محکم ہدایات اور عالمی قوانین کو بھی پس پشت ڈال دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے تو کفار کی عورتوں، بچوں اور عبادتگاہوں کو جنگ میں تحفظ دینے کی تلقین کی ہے، یہاں ان مقدس ہدایاتِ نبویؐ کو

www.KitaboSunnat.com

بھی پرکاہ کی اہمیت نہیں دی گئی۔ آج تک ان شہید ہونے والوں کے خون سے اسلام آباد کی فضا بوجھل اور سوگوار ہے اور مستقبل میں بھی شہدا کے خون کی یہ خوشبو ایک عرصہ تک اسلام آباد کی فضا میں رچی بسی رہے گی۔ اس سانحہ پر ہر پاکستانی کا دل غم واندوہ سے بوجھل ہے کیونکہ یہ ایک قوم کے بعض افراد کی ہی دوسروں پر طاقت آزمائی کی ایک المناک مثال ہے۔ مرنے اور مارنے والے دونوں ایک ہی دھرتی کے سپوت اور ایک ہی قوم کے فرزند ہیں۔

جنرل مشرف نے اس واقعہ سے چند روز پہلے میڈیا سے کہا تھا کہ اگر میڈیا لاشیں نہ دکھائے تو اس معاملہ کو بڑی آسانی سے حل کیا جاسکتا ہے لیکن میڈیا نے یہ بات تلقین وترغیب سے نہ مانی تو حکومتی احکامات کے بل بوتے پر میڈیا کو جائے سانحہ سے میلوں دور کردیا گیا۔ اور آج تین ہفتے گزر جانے کے بعد بھی اس واقعہ کے حقائق مخفی ہیں جو امریکہ کے مطابق آئندہ بھی پردۂ خفا میں ہی رہیں گے۔ اقتدار پر براجمان قوتوں نے تو جن محرکات کے تحت اس سنگ دلانہ 'آپریشن سائلنس' کے احکامات صادر کئے، ان سے آہستہ آہستہ پردہ اُٹھتا ہی رہے گا، البتہ اُن مسلمان فوجیوں کی غیرتِ ایمانی اور حمیتِ دینی پر بھی حیرت ہے کہ اُنہوں نے کس شقاوت سے اپنی سنگینوں کا نشانہ ان پردہ دار طالبات کو بنایا جن کی جھلک بھی کسی غیر مرد نے نہ دیکھی ہوگی۔ باپردہ خواتین کا تو آج بھی مسلم معاشرے میں غیر معمولی احترام کیا جاتا ہے اور ان کو دیکھنے والی بے باک نظریں بھی آخر کار جھک جانے پر مجبور ہوجاتی ہیں لیکن جارحیت کرنے والوں کو اس کا کوئی خیال آڑے آیا اور نہ ہی ان درو دیوار کی بے حرمتی کا جنہیں خانوادۂ رسول ﷺ کی محترم خواتینؓ سے منسوب کیا گیا تھا۔ اس آپریشن کے ذریعے قوم اور اس کے محافظوں میں خون کی ایک لکیر کھینچ دی گئی جس کے اثرات انتہائی مہلک ہوں گے۔

اس بارے میں دو رائے نہیں ہوسکتیں کہ یہ سانحہ انتہائی المناک ہے جس کے اس سے بہتر کئی اور حل بھی ہوسکتے تھے۔ لیکن ۱۱ جولائی کو وزیراعظم اور ۱۲ جولائی کو وزیر داخلہ کے بیانات سے ہر بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ اوّل الذکر کے مطابق آپریشن ۶ ماہ پہلے سے طے تھا اور وزیر داخلہ کے مطابق مدرسہ کو شہید کرنا ہمارے بنیادی اَہداف میں شامل تھا، حتیٰ کہ صدر بش نے بھی اپنی تقریر میں کہا کہ لال مسجد ہمارے ایجنڈے پر موجود تھی۔ چنانچہ ۲۴/ جولائی کو عوام کے پرزور احتجاج کے باوجود جامعہ حفصہ کی وسیع وعریض عمارت کو کلی طور پر مسمار کردیا گیا۔ ابھی

☆ فرمانِ نبویؐ «لاَ تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلاَ طِفْلًا وَلاَ صَغِيرًا وَلاَ امْرَأَةً» (صحیح سنن ابوداود: ۲۶۱۴)

www.KitaboSunnat.com

تک نہ صرف کئی افراد لاپتہ ہیں اور ان کے والدین ان کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں بلکہ سپریم کورٹ کے احکامات کے باوجود زخمیوں سے بھی ان کے اہل خانہ کو ملنے نہیں دیا جارہا۔ ان والدین کی کیا کیفیت ہوگی جو اپنے جگر گوشوں کی تلاش میں دربدر کی خاک چھان رہے ہیں، اور ابھی تک اُنہیں اس کا بھی علم نہیں کہ وہ کسی ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار ہے یا گولیوں کا نشانہ بن کر آخرت کو سدھار چکا ہے؟ ان زخمیوں تک میڈیا کو آج بھی رسائی کی اجازت حاصل نہیں ہے۔ معاشرے میں اس واقعے کے حوالے سے شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے اور لوگوں کو ایک ہزار سے زائد طلبہ وطالبات کی شہادت کا یقین ہے۔ قاضی حسین احمد نے اس المناک موقع پر قومی اسمبلی میں اپنی رکنیت سے استعفیٰ دیتے ہوئے تمام گم شدگان کی بازیابی کا ذمہ دار مشرف حکومت کو قرار دیا ہے اور وفاق المدارس نے صدر سمیت اہم حکومتی ذمہ داروں کے خلاف سپریم کورٹ میں قتل عام کی درخواست دائر کردی ہے۔

انتہائی افسوس کا مقام یہ ہے کہ یہ واقعہ ایک ایسے ملک میں ہوا جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا، اسلام کے نام سے قائم شہر 'اسلام آباد' کی قدیم مرکزی مسجد میں ہوا، اس فوج کے ہاتھوں ہوا جس کا ماٹو ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس حکومت کے آرڈر پر ہوا جس کا سب سے عالی منصب اس شخص کو حاصل ہے جو اپنے آپ کو 'سید زادہ' قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ تمام مناسبتیں ان لوگوں کے کوئی کام نہ آسکیں جن کا نعرہ 'ملک میں اسلامی نظام کا قیام' اور 'معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ' اور 'فحاشی کا قلع قمع' کرنا تھا۔

اس المناک سانحے کا ردّعمل ہے کہ آج پوری پاکستانی قوم بدترین ہلاکت ودہشت گردی کی آگ میں سلگ رہی ہے۔ جمعہ ۲۷ جولائی کو لال مسجد میں پہلی بار نمازِ جمعہ کے موقع پر اسلام آباد میں جس طرح ایک بار پھر خانہ جنگی اور ہلاکت وبربادی کی کیفیت دیکھنے میں آئی اور قوم کے نگہبان اور قانون کے محافظ جس طرح بربریت کا نشانہ بنے، اس پر ہر پاکستانی کا دل شدید رنج واَلم سے دوچار ہے۔ معاشرے سے امن وامان کا بھرم اُٹھ چکا ہے اور کوئی بھی شہری اگر کسی دہشت گردی کا شکار ہو تو معلوم نہیں کہ اس شہری کو ہی خودکش حملہ آور قرار دے کر اس کے پس ماندگان کو ہمدردی کے بجائے مزید ظلم واذیت کا نشانہ بنا دیا جائے۔

❷ ۲۰/ جولائی کو ۱۳ ججوں پر مشتمل سپریم کورٹ کے فل بنچ نے چیف جسٹس کی غیر فعالیت

www.KitaboSunnat.com

کے احکامات اور ان کے خلاف حکومتی الزامات کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اُنہیں اپنے عہدے پر بحال کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بحال کئے جانے والے چیف جسٹس آف پاکستان کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے منصب کو سنبھالنے کے بعد سے مختلف اہم معاملات پر از خود سینکڑوں نوٹس لے چکے تھے۔ اُنہوں نے نہ صرف بلوچستان کے مسئلے پر نوٹس لیا، ملکی خزانے کی خرد برد مثلاً سٹیل مل کے اونے پونے داموں فروخت پر نوٹس لیا بلکہ لاپتہ افراد کی تفصیلات جاری کرنے کے بارے میں بھی سرکار کو احکامات صادر کئے اور حکومت کی ان کے خلاف حقیقی فردِ جرم اور ریفرنس یہی ہے۔ ان کی جبری رخصت کے خلاف وکلا برادری نے جس طرح متحد ہو کر عدل وانصاف کے ایوانوں کا وقار بحال کرنے کی کوشش کی، یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ ان کی جدوجہد فقید المثال اور عدیم النظیر رہی جس میں مثالی اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے وکلا نے غیر معمولی کردار پیش کیا، چنانچہ ان کی جدوجہد کامیابی سے ہم کنار ہوئی جس کے اچھے ثمرات مستقبل قریب میں قوم کو ضرور حاصل ہوتے رہیں گے۔

❸ جولائی کا پورا مہینہ وطن عزیز شدید دہشت گردی کی لپیٹ میں رہا۔ ۱۹ جولائی تک صورتحال یہ تھی کہ ۱۴ روز میں ۱۵ سے زائد بم دھماکے اور دہشت گردی کے واقعات رونما ہو چکے تھے جن میں ہلاک ہونے والے پاکستانیوں کی تعداد سینکڑوں میں رہی۔ ۱۹ جولائی کا دن دہشت گردی کے حوالے سے بدترین رہا جس روز تین دھماکے: حب، کوہاٹ اور ہنگو میں ہوئے اور ۵۸ سے زائد معصوم لوگ شہید ہو گئے۔ اس سے قبل ۱۵ جولائی کو بھی سوات اور ڈیرہ اسماعیل خاں میں بھی تین حملوں میں ۳۱ اہل کاروں سمیت ۵۲ افراد جاں بحق ہوئے اور ۱۰۰ کے قریب زخمی ہو گئے۔ جولائی کے مہینے میں ہلاکتوں اور تشدد کے واقعات اتنی کثرت سے ہوئے کہ بعض سیاستدانوں نے پاکستان کو عراق جیسے جنگ کے شکار ملک سے تشبیہ دی۔

صدر مشرف نے تو حسبِ معمول اسے انتہا پسندوں اور اعتدال پسندوں کی جنگ قرار دے کر مزعومہ انتہا پسندی کے خلاف قوم کو کھڑے ہونے اور ڈٹ جانے کی تلقین کی، البتہ دیگر قومی رہنماؤں نے اس موقعہ پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے اسے بیرونی سازش قرار دیا۔ اس موقع پر حکومت نے ملک کے معتمد علماے کرام سے ملاقات کر کے ان سے خودکش بم دھماکوں کی حرمت کا فتویٰ بھی حاصل کیا جس سے حکومت کے رجحان کا علم تو ہو جاتا ہے کہ وہ دراصل راسخ العقیدہ مسلمانوں کو ہی ان دھماکوں کا مجرم باور کرانا چاہتی ہے۔ جبکہ اسلام آباد میں وکلا کے

www.KitaboSunnat.com

جلوس میں ۱۷ جولائی کو ہونے والے حملے اور کوہاٹ کی مسجد میں نمازِ عشا کے موقع پر ہونے والے دھماکوں سے بخوبی علم ہوجاتا ہے کہ جامعہ حفصہ کے ردِعمل کی آڑ میں ملک دشمن قوتیں یا دیگر ذرائع اس موقع پر دہشت گردی کی فضا پیدا کرکے مذموم اہداف حاصل کرنا چاہتے ہیں اور باعمل مسلمانوں کو دہشت گرد باور کرکے ان کے خلاف عوامی فضا کو حکومت کے حق میں سازگار کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسلام آباد میں چیف جسٹس کے خطاب کے موقعہ پر وکلا کو دھماکہ کے ذریعے منتشر کرکے حکومت کے خلاف ان کی تحریک کو متاثر کرنا، ایسے ہی کوہاٹ میں ۱۹ جولائی کو نماز پڑھنے والے فوجیوں پر دورانِ نماز حملہ کا ملزم مذہبی طبقہ کو قرار دینا بالکل بعیداز قیاس ہے۔ علاوہ ازیں بلوچستان میں جانے والے قافلے جس میں چینی انجینئر زبھی موجود تھے، پر حملہ کرنے کا واضح مقصد بھی پاکستان کو اپنے دوستوں کی حمایت سے محروم کرنا ہے۔ یاد رہے کہ چینی باشندوں پر پاکستان میں ہونے والی جارحیت اور اس پر چین کی حکومت کے ردّ عمل کو عالمی میڈیا غیر معمولی طور پر بڑھا چڑھا کر اور تکرار سے پیش کررہا ہے۔

دہشت گردی کے ان واقعات سے دنیا بھر میں پاکستان کا تاثر ایک ایسے ملک کے طور پر اُبھرا جہاں امن وسکون نام کی کوئی شے موجود نہیں اور ملک خانہ جنگی اور ہلاکت خیز تباہی سے دوچار ہے۔ ایک ایٹمی قوت کے دارالحکومت کے عین قلب میں فوج کو ایک مسجد کے مقابلے میں صف آرا دکھا کر دنیا بھر کو کیا پیغام دیا گیا ہے اور اس پیغام کے فوائد کون حاصل کررہا ہے اور اس کے نقصانات کس کو برداشت کرنا ہوں گے؟ یہ تمام باتیں انتہائی توجہ طلب ہیں!

❹ قوم کو جامعہ حفصہ کے دردانگیز سانحہ سے دوچار ہونے کے چند روز بعد یہ خبر ملی کہ وزیرستان اور اس سے ملحقہ علاقوں کے عمائدین نے حکومت سے ہونے والے معاہدہ کو منسوخ کردیا ہے۔ پاکستانی قوم پہلے ہی ان سنگین حالات سے دوچار تھی، اس کے ساتھ ساتھ یہ خبر جو معمولی نہیں تھی، درحقیقت ایک نئے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، اخبارات کے مطابق:

''شمالی وزیرستان میں طالبان نے معاہدہ ختم اور گوریلا جنگ شروع کرنے کا اعلان کردیا۔ ستمبر ۲۰۰۶ء میں ہونے والے اس معاہدہ میں غیر ملکیوں کو علاقے سے نکالنے اور افغانستان آنے جانے پر پابندی کو قبول کیا گیا تھا جس کے جواب میں حکومت نے زمینی اور فضائی آپریشن بند کرنے، قبضہ میں لیا ہوا سامان اور مراعات واپس کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی۔ عبداللہ فرہاد نے معاہدہ ختم کرنے کی وجہ رزمک اور دتہ خیل میں فوجی آپریشن کرنے اور دیگر شرائط مثلاً

www.KitaboSunnat.com

معاوضہ ادا کرنے اور فوجی چوکیاں وغیرہ ہٹانے کی حکومتی خلاف ورزیوں کی بنا پر معاہدہ کو منسوخ قرار دے دیا۔'' (روزنامہ ایکسپریس، ۱۶ جولائی ۲۰۰۷ء، صفحہ اوّل)

یوں تو اس معاہدے کے خاتمے میں شرائط کو نظرانداز کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن درحقیقت اس معاہدہ کے خاتمہ میں لال مسجد پر ہونے والی جارحیت کا ایک اہم کردار ہے۔ کیونکہ ۲۰۰۴ء میں لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز نے قبائلی علاقوں پر حکومتی کاروائیوں کی مذمت کی اور اس کے لئے لال مسجد کے پلیٹ فارم کو استعمال کیا تھا، اس وقت پہلی بار لال مسجد اور حکومتی حلقوں میں باہمی تناؤ اور ناراضگی کی لہر پیدا ہوئی۔ اس بات پر معاہدہ وزیرستان کی منسوخی کی تواریخ بھی گواہ ہیں۔ لال مسجد کا سانحہ جہاں مسلمانوں کے خلاف جاری جارحیت اور افغانستان میں امریکہ کی تائید پر ردّعمل کے نتیجے میں پیدا ہوا، وہاں قبائلی علاقوں کے موجودہ حالات اور ان میں جاری جنگ اسی رنج وغم کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہمند ایجنسی میں عظیم مجاہدِ آزادی حاجی ترنگزئی کی قبر کے قریب واقع مسجد کو انہی دنوں لال مسجد کا نام دے کر وہاں برسرپیکار مسلمانوں نے جامعہ حفصہ اُمّ حسان کے نام سے عظیم مدرسہ قائم کرنے کے عزم کا بھی اظہار کردیا ہے۔ (اداریہ نوائے وقت: ۳۱/ جولائی)

ماضی میں تسلسل سے رونما ہونے والی ان تبدیلیوں کو ذہن میں رکھیں اور دوسری طرف صرف جولائی کے مہینے میں ہونے والے اقدامات کو بھی تازہ رکھتے ہوئے پاکستان کو اس ماہ کے اَواخر میں جس نئے مسئلہ کا سامنا کرنا پڑا ہے، اس نے ملکی سلامتی اور قومی خودمختاری کے قضیے کو سلگا دیا ہے۔ اس مسئلہ کی جڑیں اس داستانِ وفا سے ملتی ہیں جس کا آغاز امریکی صدر بش نے نائن الیون کے بعد صدر پرویز مشرف کے بھرپور تعاون سے دہشت گردی کے خلاف مشترکہ جدوجہد کی شکل میں کیا تھا۔ بش انتظامیہ نے امریکی مفادات کے لئے پاکستانی حکومت کے والہانہ اقدامات کا صلہ ایسی صورت میں پیش کردیا ہے جس کے بعد جہاں پاک امریکہ دوستی کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے، وہاں امریکہ کے عزائم اور رجحانات بھی طشت از بام ہوگئے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں صدر بش نے اپنے خطاب میں پاکستان پر یہ الزام عائد کرتے ہوئے کہ پاکستان کے سرحدی علاقوں میں اُسامہ بن لادن زندہ موجود ہیں، یہ قرار دیا ہے کہ اگر امریکہ میں کسی بھی مقام پر دہشت گردی کی کوئی کاروائی ہوتی ہے تو امریکہ پاکستان کے ان

www.KitaboSunnat.com

علاقوں پر حملہ کرنے میں کوئی دریغ نہیں کرے گا۔

۱۵/ جولائی کی خبر یہ تھی کہ امریکہ کو اپنی سلامتی کے لئے جہاں کہیں بھی حملہ کرنا پڑا تو اس سے قطعاً گریز نہیں کیا جائے گا۔ادھر برطانوی حکومت نے بھی پاکستان کے دینی مدارس پر ایک بار پھر دہشت گردی کا الزام عائد کرتے ہوئے اسے القاعدہ کے کارکنوں کی بھرتی کے مراکز قرار دیا ہے۔۲۷/ جولائی کے اخبارات میں ایک بار پھر امریکی نائب وزیر خارجہ کی یہ دھمکی جلی سرخیوں سے شائع ہوئی ہے کہ پاکستان کے اندر کاروائی کرنے کا آپشن برقرار رہے گا۔

دوسری طرف صدر بش کے بالمقابل ڈیموکریٹک پارٹی کے صدارتی اُمیدوار بارک اوباما نے بھی قرار دیا ہے کہ ''اصل میدانِ جنگ عراق نہیں، پاکستان ہے۔امریکہ وہاں القاعدہ پر بلا جھجک حملے کرے۔ اگر وہ صدر منتخب ہوگئے تو عراق سے فوجیں نکال کر حقیقی میدانِ جنگ پاکستان بھیجیں گے، اس سلسلے میں اسلام آباد کے کسی احتجاج کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ پاکستان کو ہرصورت دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہوگا، وگرنہ وہ امریکی امداد کے خاتمے اور حملے کے لئے تیار رہیں۔'' گویا پاکستان پر حملے کے بارے میں صدر بش کی ری پبلکن پارٹی اوران کے مقابل ڈیموکریٹک پارٹی دونوں میں اتفاقِ رائے پایا جاتا ہے جو امریکی عوام اور دانشوروں کی متفقہ رائے کا غماز ہے، اوراس کی مخالفت کرنے والا عہدۂ صدارت حاصل نہیں کرسکتا!!

امریکہ کے اس نئے رجحان کے بعد جہاں پاکستان ایک بار پھر عالمی طور پر شدید مشکلات کا سامنا کررہا ہے، وہاں پاکستان کو اس مرحلے پر پہنچانے والے صدر مشرف بھی اپنے غاصبانہ اقتدار کے مشکل ترین ایام سے گزر رہے ہیں۔ یوں تو حکومت نے فوری طور پر ملکی خودمختاری کے اظہار کے لئے اس نوعیت کے امریکی بیانات پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اُسے قومی اُمور میں دخل اندازی قرار دیا ہے اور بعض ذرائع کے مطابق اپنی فوج کو مداخلت کرنے والوں کو روکنے کے احکامات صادر کئے ہیں لیکن تجزیہ نگاروں کے مطابق پاکستانی حکومت کا سفارتی ردّعمل توقع اور ضرورت سے انتہائی کم ہے۔

## امریکی دھمکی کا مقصد اور ہدف

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ صدر مشرف ان دنوں ہمہ نوعیت کے چیلنجوں کا سامنا کررہے ہیں اور وہ اپنے عرصۂ اقتدار کی کمزورترین پوزیشن پر پہنچ چکے ہیں۔ گاہے بگاہے تبدیلیوں اوراپنے ساتھیوں پر تنقید کے ساتھ ساتھ وہ ان اِمکانات پر بھی غور کررہے ہیں کہ اگر

www.KitaboSunnat.com

اُنہیں اقتدار سے محروم کردیا گیا تو وہ کیا متبادل صورت اختیار کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ان کی اہلیہ صہبا مشرف ۲۹ صندوقوں کے ساتھ دو ماہ قبل امریکہ جانے کے بعد وطن واپس بھی آچکی ہیں، گویا اس طرح اُنہوں نے اپنے آقاے ولی نعمت کے ہاں اپنے تحفظ کے راستے بھی بنالئے ہیں۔ پاکستان کے اندر بھی صدر مشرف کو ہر طرف سے شدید دباؤ کا سامنا ہے:

- صدر مشرف کو جامعہ حفصہ کے حادثہ کے بعد شدید عوامی اور ابلاغی ردعمل کا سامنا ہے، ایوانِ صدر کو وہ مرکز سمجھا جارہا ہے جہاں سے غازی برادران سے مفاہمت کے بعد اس ہلاکت خیز جارحیت کے احکامات صادر ہوئے۔ جامعہ حفصہ پر ہونے والے ظلم کی تردید میں پوری قوم یک زبان ہے۔ علاوہ ازیں مدارس ومساجد کے خلاف کئی انضباطی اقدامات، ذرائع آمدن کو بند کرنے کی کوششوں اور بعض مدارس کو تنبیہی نوٹس جاری کرنے نے بھی جلتی پر تیل کا کام کیا ہے۔ مدارس کے خلاف ان اقدامات پر تنقید کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے اسے 'سول وار' کی طرف ایک اہم قدم قرار دیا ہے۔ (نوائے وقت: ۳۱ جولائی) اس سے دین دار طبقے میں شدید ردعمل پیدا ہورہا ہے جو مساجد کے ذریعے اسلام دوستعوام تک پھیلتا جارہا ہے۔ یہ ملک کے اکثریتی طبقے کا عوامی دباؤ ہے!
- عدالتِ عظمیٰ کا فیصلہ حکومت کے لئے غیر متوقع تھا، اس کے بعد حکومت کے لئے من مرضی کے امکانات محدود تر ہوگئے ہیں۔ یہ جدید تعلیم یافتہ اور سول سوسائٹی کے علم بردار کہلانے والوں کا دباؤ ہے جس کی پشت پر ملک کے سب سے اہم ستون عدلیہ کی قوت موجود ہے۔ اس کی قیادت وکلا کررہے ہیں جنہوں نے چیف جسٹس کی بحالی کو کامیابی کا پہلا زینہ قرار دیتے ہوئے اپنی جدوجہد کو منطقی انجام تک پہنچانے کا عزم تسلسل سے دہرایا ہے۔ سپریم کورٹ بار کے صدر منیر ملک نے کہا ہے:

''وکلا امریکی ایما پر آمریت کے ہاتھ مضبوط کرنے والوں کے ہاتھ توڑ دیں، بعض سیاسی جماعتیں امریکہ کے کہنے پر ڈیل کررہی ہیں، عوام اُنہیں قبول نہیں کریں گے۔ امریکہ بعض سیاسی جماعتوں کے ذریعے مشرف کو لائف لائن دینے کی کوشش کررہا ہے۔''

(روزنامہ ایکسپریس: ۳۱ جولائی ۲۰۰۷ء، صفحہ اوّل)

یوں نظر آتا ہے کہ قاضی حسین احمد کی صدر مشرف کے دو عہدوں پر براجمان رہنے کے خلاف آئینی درخواست اس سمت میں عدلیہ کی جدوجہد کو ایک بامقصد رخ دینے کا کردار ادا کرے

www.KitaboSunnat.com

گی۔ چنانچہ جسٹس رانا بھگوان داس نے ۳۰ جولائی کو اس آئینی درخواست پر اپیل کی مناسب وقت پر کھلی سماعت کے احکامات صادر کردیے ہیں۔ یاد رہے کہ اسی درخواست کو قبل ازیں سپریم کورٹ کے رجسٹرار نے بعض اعتراضات لگا کر مسترد کردیا تھا۔ (نوائے وقت: ۳۱ جولائی)

یہ آئینی درخواست عدلیہ کی آزاد حیثیت اور مبنی بر قانون فیصلے کا ایک امتحان ہے!

◉ تیسری طرف سیاسی جماعتوں نے ۸ اور ۹ جولائی کو لندن میں آل پارٹیز کانفرنس کے بعد 'اے پی ڈی ایم' کی شکل میں اپنے آپ کو منظم کرلیا ہے۔ اور ان میں کافی اُمور مثلاً ایم کیو ایم کی حمایت سے دستبرداری اور استعفوں کا دباؤ استعمال کرنے وغیرہ پر اتفاقِ رائے سامنے آیا ہے جس کے بعد مناسب موقع پر سیاسی جماعتیں بھی اپنے اپنے کارڈز استعمال کرنے کیلئے مختلف مراحل سے گزر رہی ہیں۔ یہ سیاسی جماعتوں اور کارکنان کا دباؤ ہے۔

◉ ملک امن وامان کی بدترین صورتحال سے گزر رہا ہے، قومی یکجہتی کا تصور سرے سے معدوم ہے۔ حکومت، قانون نافذ کرنے والے ادارے، مساجد اور عوام آپس میں برسرپیکار ہیں۔ دہشت گردی کی صورتحال بدترین ہے، عوام بم دھماکوں کے رحم وکرم پر اور فوج / پولیس ملک بھر بشمول قبائلی علاقوں میں اپنی لاشیں اُٹھا کر حوصلے چھوڑتی جارہی ہے۔

◉ پشاور میں گورنر سرحد کے زیر سرپرستی ہونے والا گرینڈ قبائلی جرگہ ناکام ہوچکا ہے، حال ہی میں عبداللہ محسود کی بامعنی 'شہادت' نے مفاہمت اور مذاکرات کی کوششوں کو مزید متاثر کیا ہے۔ دوسری طرف پاکستانی فوج نے بھی ان علاقوں میں اپنی کاروائیوں میں اضافہ کردیا ہے۔ گذشتہ دو ہفتوں میں دوطرفہ کاروائیوں اور ہلاکتوں میں کافی تیزی آچکی ہے۔ بعض اہم شخصیات نے ان علاقوں میں فوج کو اُلجھانے سے روک کر امن وامان کی ضمانت کی حامی بھری ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان، امریکہ اور نیٹو افواج میں مفاہمت ومذاکرات جاری ہیں، دوسری طرف تینوں قوتوں کے متوقع آپریشن کی فاٹا گرینڈ الائنس نے بھرپور مذمت کی ہے۔

◉ ہمسایہ ملک افغانستان کی حکومت امریکہ کی تمام تر سرپرستی کے باوجود حالات کو کنٹرول کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے، اس کا اقتدار کابل کے گرد ونواح تک ہی محدود ہوچکا ہے اور وہ اپنی تمام ناکامیوں کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دے رہی ہے۔ دوسرا ہمسایہ ملک چین جو ہمیشہ سے پاکستان کا مضبوط اتحادی رہا ہے، اس سے بھی پاکستان کے

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کافی متاثر ہیں اور لگاتار چینی ماہرین پر حملوں سے پاک چین تعلقات میں گہری دراڑیں پڑ رہی ہیں۔

اس لحاظ سے پاکستان ان دنوں شدید عوامی، قانونی، نظریاتی، علاقائی اور بین الاقوامی مسائل کا شکار ہے، ملک کے تمام اداروں اور طبقہ ہائے زندگی میں ان پریشان کن حالات کا ذمہ دار فردِ واحد کی حکمرانی کو قرار دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف صدر مشرف بہر صورت اپنے اقتدار کو طول دینے پر مصر ہیں اور الیکشن سے قبل (۱۵ستمبر تا ۱۶/اکتوبر کے دوران) اپنے صدارتی انتخاب کو یقینی بنا کر اپنے زیر نگرانی الیکشن کروانے کے لئے ہر ممکنہ سیاسی جوڑ توڑ کر رہے ہیں۔

ان مشکل حالات میں امریکہ کا پاکستان کو کھلم کھلا جارحیت کی دھمکی دینا واضح طور پر اس رویہ کا غماز ہے کہ امریکی انتظامیہ ماضی کی طرح اپنے پیشہ وارانہ اہداف کے حصول پر ہی اپنی توجہ مرتکز رکھتی ہے اور ہر دم زیادہ سے زیادہ مفادات سمیٹنے کے لئے موقع کی تلاش میں رہتی ہے۔ امریکہ کا موجودہ حالات میں پاکستان کی سلامتی اور داخلی خودمختاری کو کھلم کھلا چیلنج کرنا دو دھاری تلوار ہے جس سے بیک وقت کئی مقاصد حاصل کئے جا رہے ہیں:

① **صدر مشرف کا دوام اور تسلسل:** امریکی مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان میں صدر مشرف کا برسر اقتدار رہنا ضروری ہے، یہ امریکہ کی علاقائی ضرورت بھی ہے کیونکہ امریکہ افغانستان سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں اور پاکستان کی مدد کے بغیر امریکہ کے لئے افغانستان میں اپنے ہر لحظہ کمزور پڑتے تسلط کو برقرار رکھنا ممکن نہیں۔ موجودہ حالات میں صدر مشرف کے ماسوا کسی اور حکومت پر امریکی حکومت اپنے مفادات کے سلسلے میں اعتماد نہیں کر سکتی جیسا کہ صدر نے جامعہ حفصہ پر ایک سنگین جارحانہ کاروائی کے احکام دے کر اپنے دوٹوک رجحانات کا تعین کرنے کے علاوہ دنیا کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ مزعومہ مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے کے لئے کس حد تک جا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا و دیگر ممالک نے بڑے واضح الفاظ میں صدر مشرف کے اس اقدام کی تحسین کی ہے۔ چنانچہ امریکی ذمہ داران کا کہنا ہے کہ وہ صدر مشرف کی حد تک پوری طرح مطمئن ہیں، البتہ پاکستان کی انتظامیہ اور دیگر حکومتی اداروں کے بارے میں وہ تاحال مخمصے کا شکار ہیں۔

مئی میں پاکستان کا دورہ کرنے والے جان ڈی نیگرو پونٹے (امریکی نائب وزیر خارجہ وسابق ڈائریکٹر امریکی انٹیلی جنس) نے دی نیشن کو بتایا کہ ۳ اہم امریکی عہدیداروں کے حالیہ دورے کا

www.KitaboSunnat.com

مقصد آئندہ سیاسی ڈھانچے کی تشکیل ہے جس کو انتہا پسند عناصر سے پاک رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ مشرف آج بھی امریکہ کا بہترین آپشن ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس نے پاکستان کے وزیر خارجہ قصوری کو کہا کہ صدر مشرف ہمارے بہترین اتحادی ہیں، جن کی کوششوں سے پاکستان شدت پسندی کے خاتمے اور اصلاحات میں بہت آگے نکل چکا ہے۔

صدر مشرف کے متبادل کے طور پر بے نظیر بھٹو بھی سرگرم ہیں۔ دونوں بڑھ چڑھ کر عالمی قوتوں کا منظورِ نظر بننے کی جستجو میں ہیں۔ دونوں کی مشترکہ حکومت کے بعض فارمولے بھی سامنے آرہے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہ ملک میں اقتدار بے نظیر حکومت کے سپرد کرکے قومی سلامتی اور دفاعی اُمور میں مشرف کے ساتھیوں کو موقع دیا جائے اور اس طرح امریکہ کا حمایت اقتدار عالمی مفادات پورے کرنے کے لئے پاکستان کے سر پر ہی مسلط رہے۔ تاہم بے نظیر نے وردی میں ان کو صدر قبول کرنے سے انکار کیا ہے، اور ان کی صدارت اُنہیں اسی صورت میں قبول ہے جب وہ آرمی چیف کا عہدہ چھوڑ دیں☆۔ (نوائے وقت: ۳۱ جولائی)

---

☆ بے نظیر کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ انتخابات سے قبل ڈیل طے کی جائے جبکہ حکومت اسے انتخابات کے بعد طے کرنا چاہتی ہے۔ بے نظیر کے تیور اور ارادے ان کے برلن میں دیے گئے بیان سے صاف جھلکتے ہیں جس میں اُنہوں نے یہ قرار دیا ہے کہ ''پاکستان کے 'انتہا پسند' صدر مشرف کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش کررہے ہیں، اُنہوں نے شہروں میں قائم اپنے مدارس کو عسکری مراکز میں تبدیل کردیا ہے۔ پاکستان میں اسلامی دہشت گردوں کے انقلاب کا خطرہ بڑھ گیا ہے، لال مسجد کا واقعہ تو اس کی محض ابتدا ہے۔'' اس پیغام میں حقائق کا مسخ کرنا اور اس کو ذومعنی رخ دینا قابل دید ہے، ساتھ ہی ان کا یہ بھی موقف ہے کہ انہی اسمبلیوں سے صدر کے انتخاب کی صورت میں وہ سپریم کورٹ سے رجوع کریں گی۔ گویا ان کی نظر میں صدر مشرف کا اقتدار بے نظیر سے قبل از انتخاب مفاہمت اور بلاوردی صدارت کی صورت میں ہی قابل قبول ہے، کوئی اور صورت اُنہیں قبول نہیں۔ یہاں یہ امر بھی خارج از امکان نہیں کہ مشرف اور بے نظیر میں مفاہمت طے پا چکی ہو، البتہ انتخابات میں ق لیگ کے ذریعے مشرف کے حمایت یافتہ اور پیپلز پارٹی کے ذریعے مشرف کے مخالف ووٹ حاصل کرکے بعد از انتخاب حکومتی اشتراک کو روبہ عمل لایا جائے اور ان اخباری بیانات کی حیثیت عوام کو دھوکہ دینے سے زیادہ نہ ہو۔

البتہ دوسری طرف شریف برادران سے کوئی مفاہمت فی الوقت خارج از امکان ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے خلاف ۲۵ جولائی کو ۱۹۹۷ء میں درج بغاوت کیس کو دوبارہ زندہ کرنے کے احکامات جاری کردیے گئے ہیں، علاوہ ازیں ۳۰ جولائی کو ایوانِ صدر نے سعودی عرب اور امارات میں شریف برادران سے کسی بھی ملاقات اور ڈیل کی پرزور تردید کرتے ہوئے بے نظیر سے رابطہ کی باضابطہ طور پر تصدیق کی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

② **امریکی حکومت کا داخلی مفاد:** پاکستان میں جس جارحیت کا امریکی حکومت نے واضح طور پر اشارہ دیا ہے، اس کا ایک مقصد بش انتظامیہ کا داخلی مفاد بھی ہے، کیونکہ ان کی حکومت غیر مقبولیت کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے اور مستقبل قریب میں ہونے والے امریکی انتخاب میں اُنہیں امریکی عوام کے سامنے کوئی ایسا کارنامہ پیش کرنا ہوگا جس سے ری پبلکن کا اقتدار میں معقول حصہ برقرار رہ سکے۔ یا کم از کم قوم کو جنگی مسائل میں مشغول کرکے اُنہیں بیرونِ ملک اَہداف پر مجتمع کیا جاسکے۔

بش انتظامیہ کو اپنی ساکھ بحال کرنے کے لئے اُسامہ بن لادن کا ہوا دوبارہ کھڑا کرنے اور امریکی قوم کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کسی بھی اِقدام کی ضرورت پڑی تو بش حکومت اس سے قطعاً دریغ نہیں کرے گی۔ امریکی حکومت کی اسی داخلی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۲۷ جولائی کے اخبارات میں پاکستانی وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ

''امریکی انتخابات پاکستان کی قیمت پر نہیں لڑے جانے چاہئیں۔ اگلے سال ہونے والے امریکی انتخابات میں پاکستان کو قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہئے۔'' (نوائے وقت)

۲۸ جولائی کو سینٹ کے اجلاس کے دوران اس موضوع پر مختلف ممبران نے اپنے شدید ردّ عمل کا اظہار کیا جہاں سابق سیکرٹری خارجہ ریاض کھوکھر نے کہا کہ

''افغانستان اور عراق میں امریکہ فیل ہو چکا ہے، اگلے سال امریکہ میں ہونے والے صدارتی انتخابات میں کامیابی کے لئے پاکستان کو قربانی کا بکرا بنایا جارہا ہے۔ امریکہ اس وقت پاکستان میں دہشت گردوں کو استعمال کررہا ہے۔'' (ایکسپریس: ۲۹ر جولائی)

③ **پاکستان میں اپنے مفادات کا حصول:** چونکہ صدر مشرف ان دنوں کمزور ترین سیاسی حیثیت میں ہیں، اس لئے ان کے پاس اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکنہ حد تک امریکہ پر انحصار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ صدر کی اس کمزور حیثیت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے امریکہ نے فوری طور پر وزیرستان میں کاروائی کا اشارہ دے دیا ہے جس کا ردّعمل یہ ہوا ہے کہ پاکستانی حکومت نے جہاں ڈھکے چھپے الفاظ میں اس پر احتجاج کا اظہار کیا ہے، وہاں پر ایک ذو معنی آمادگی بھی موجود ہے۔ چنانچہ حکومتی مشیر سید مشاہد حسین کا بیان شائع ہوا ہے کہ

''ہم شمالی علاقہ جات میں امریکہ کے اکیلے اقدام کی حمایت نہیں کرتے۔''

مزید برآں اخبارات میں امریکہ اور پاکستانی وزیر خارجہ کا یہ بیان بھی شائع ہوا ہے:

www.KitaboSunnat.com

''وائٹ ہاؤس کے ترجمان ٹونی سنو نے کہا کہ امریکہ کو پاکستان کے قبائلی علاقوں پر حملوں کا حق حاصل ہے۔ وزیرخارجہ قصوری نے کہا کہ اگر امریکہ کے پاس اطلاعات ہیں تو ہمیں بتائے، ہم خود کاروائی کریں گے۔ جس کے جواب میں امریکہ نے کہا کہ القاعدہ کی قیادت قبائلی علاقوں میں ہے۔ ہم اسامہ، ظواہری اور القاعدہ سے نمٹنے کے لئے اپنے آلات کسی کو فراہم نہیں کرسکتے۔'' (ایکسپریس: ۲۵ جولائی، صفحہ اوّل)

یہ بیان صاف اس حکومتی خواہش کی غمازی کررہا ہے کہ اگر امریکہ یہ اقدام کرنا ہی چاہتا ہے تو اسے اس مقصد کے لئے اپنے ساتھیوں پر اعتماد کرنا چاہئے اور ان کے اشتراک سے قبائلی علاقوں پر کاروائی کرنی چاہئے۔ دوسرے لفظوں میں پاکستانی فوج کو اس آپریشن میں اپنے ساتھ لینا چاہئے تاکہ نہ تو قومی خودمختاری کا مسئلہ آڑے آئے اور نہ ہی موجودہ پاکستانی حکومت امریکی سرپرستی سے محروم ہوکر رہ جائے۔

واضح رہے کہ افغانستان کی شمالی سرحد جو ایران سے ملتی ہے، پر بھی طالبان کی کافی قوت موجود ہے لیکن اس کے باوجود افغانستان کی صرف جنوبی سرحد پر ہی سارا زور دینا اور قبائلی علاقہ جات کو اپنی دلچسپیوں اور جارحیتوں کا مرکز بنانا مستقبل میں اس امریکی سازش کا آئینہ دار ہے جس میں بھارت کے لئے کشمیر کی طرح، پاکستان کے لئے ان علاقوں کو ایک مستقل دردِ سر بنانے کی مکروہ منصوبہ بندی کارفرما ہے۔ اس سے پاکستان کو اپنے اندرونی مسائل میں ہی اُلجھا کر ہمسایہ ملک بھارت کو آزادی سے علاقائی تھانیدار کا کردار ادا کرنے کے قابل بنانا بھی پیش نظر ہے جس کے لئے امریکہ نے بھارت سے جوہری ہتھیاروں سمیت زندگی کے ہر پہلو پر تعاون میں کافی اضافہ کردیا ہے۔

یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ امریکہ کے یہ تقاضے یہاں تک ہی محدود نہیں رہیں گے بلکہ ماضی کی طرح ہر آن اُن میں اضافہ (Do more) ہی ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ باخبر لوگوں کا کہنا ہے کہ لال مسجد کا سانحہ مئی میں تین امریکی عہدیداروں (رچرڈ باؤچر، ولیم فالن اور نیگروپونٹے) کی آمد اور مذاکرات کا نتیجہ ہے جب اُنہوں نے مشرف حکومت کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مزید کچھ کر دکھانے کی تلقین کی اور اس سانحہ کے بعد اب مزید مطالبہ داغ دیا۔

④ **مشرف کے اقتدار کے خاتمے پر امریکی جارحیت کی دھمکی:** امریکی بیان کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ امریکہ کو پاکستان میں مشرف کی زیرنگرانی سیکولر حکومت ہی گوارا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس دھمکی کا منشا یہ ہے کہ اگر پاکستان اپنی سلامتی چاہتا ہے تو اسے اپنے قومی، سیاسی اور عدالتی رجحانات کو اس رخ پر موڑنا چاہئے جہاں پاکستان کے اقدامات امریکی مفادات سے ہم آہنگ ہوجائیں۔ بصورتِ دیگر ایک سنگین الزام کی شکل میں پاکستان پر جارحیت کی پیش بندی پہلے سے کی جاچکی ہے۔ یہ انتظام بطورِ خاص مشرف کی شدید کمزوری اور نظریاتی جنگ کے فیصلہ کن مرحلے، بالخصوص قومی انتخاب کے مرحلے پر کیا جارہا ہے کہ اگر پاکستان میں اسلام یا پاکستان پسند قوتیں اقتدار میں فیصلہ کن حیثیت حاصل کرلیتی ہیں تو امریکی حکومت کی جارحیت کا تحفہ ختم ہونے والی حکومت کی طرف سے اُنہیں وراثت میں حاصل ہوگا۔ پاکستان میں مداخلت اور قبائلی علاقوں پر حملوں کے جواز کے لئے امریکہ میں دہشت گردی کا کوئی فرضی واقعہ رو بہ عمل لانا امریکی حکومت کے لئے کوئی گھاٹے کا سودا نہیں لیکن اس سے پہلے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو حکومتِ پاکستان کے تصرف سے خارج کرنے کی بھرپور کوشش ہوگی۔

چنانچہ اپنے اعزاز کے تحفظ کی طرف بھی قوم کے ہمدردوں کو پوری توجہ دینا ہوگی۔ اس پیش بندی کا اندازہ ۲۹ جولائی کی اس خبر سے بھی ہوتا ہے جس میں پاکستان کو ملنے والی امداد کو اس امر سے فوری طور پر مشروط کردیا گیا ہے کہ

''امریکی سینٹ نے یکم اکتوبر کو ملنے والی ۷۰ کروڑ ڈالر کی امریکی امداد کو اس امر سے مشروط کردیا کہ جب تک صدر اس امر کی تصدیق نہیں کردیتے کہ پاکستان دہشت گردوں کے ٹھکانے اور ان کی حمایت ختم کرنے کے واضح اقدامات کررہا ہے۔ بصورتِ دیگر یہ فوجی امداد اور آئندہ سال متوقع ملنے والے ۸۰ کروڑ ڈالر کی امداد بھی بند ہوسکتی ہے۔ اس بل کی حمایت میں ۸ کے مقابلے میں ۸۵ ممبرانِ سینٹ نے ووٹ ڈال کر منظوری کیلئے صدر کو پیش کردیا۔''

موجودہ پریشان کن حالات میں پاکستان کو مزعومہ دہشت گردی کے خلاف اپنے بظاہر قریبی دوست سے ایسے رویے کا سامنا ہے جو مشکل صورتحال میں اپنے پیشہ وارانہ اہداف کو ہی مدنظر رکھ کر مزید سے مزید کا مطالبہ داغ دیتا ہے۔ امریکہ نے جامعہ حفصہ کے واقعے، عدالتی فیصلے اور چین سے دوری کے سنگین مسائل میں صدر مشرف کی غیر مقبولیت کو بھانپتے ہوئے قریبی انتخاب میں ان کے تسلسل کے لئے نہ صرف اپنا تمام وزن ان کے پلڑے میں ڈال دیا ہے بلکہ ان سے اس عنایت کا نقد حقِ خدمت وصول کرنے کے لئے بھی ایک دوٹوک تقاضا پیش کردیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ظاہر بات ہے کہ سابقہ چند سالوں کی طرح اپنے قبائلی علاقہ جات میں کسی قسم کی جارحیت کرنا جہاں قومی مفادات کے شدید منافی ہوگا، وہاں ملک کے اندر اس سے نظریاتی کشیدگی میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔ وطن کو کمزور کرنے کی لگاتار کوششیں، قوم کو مزید تقسیم کرنے اور باہم صف آرا کرنے کا تمام تر نقصان پاکستان اور اہل پاکستان کو ہی پہنچے گا۔ قومی وحدت اور ملکی سالمیت کے ساتھ داخلی امن وامان کو داؤ پر لگا کر کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ البتہ ان تمام اقدامات سے اگر شخصی طور پر کسی کو فائدہ پہنچتا ہے یا عالمی طاقتوں کے مذموم اَہداف پورے ہوتے ہیں تو اس کے لئے پاکستانی عوام کو کیوں قربانی کا بکرا بنایا جارہا ہے؟

پاکستان کا سیاسی منظر نامہ، ق لیگ اور پیپلز پارٹی سے مشرف کے جوڑ توڑ کی تفصیلات اخبارات میں چھپ رہی ہیں اور یہی نظر آتا ہے کہ ان حالات میں ق لیگ کے سوا باوردی صدر کسی کو بھی قبول نہیں۔ ملک کے کسی حلقے میں ان کے بارے میں کوئی حمایت نہیں پائی جاتی، البتہ اس مشکل مرحلہ پر ان کا واحد حمایتی امریکہ ہے جو اپنی حمایت کی نقد قیمت وصول کرکے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہی پرویز مشرف کے اقتدار کو طول دے رہا ہے۔

اس صورتِ حال میں فیصلہ قوم اور اہل فکر ودانش کو کرنا ہے کہ اُنہوں نے مستقبل میں پاکستان میں نظریاتی تصادم اور داخلی کشمکش کو مزید ہوا دینے والے حکمرانوں کو موقع دینا ہے، یا اپنی عقل وبصیرت کو کام میں لاکر محبّ وطن اور اسلام پسند عناصر کی حمایت کرنا ہے۔ قوم کو منظّم کرنا مختلف سیاسی، دینی اور معاشرتی رہنماؤں کا کام ہے، تب ہی بظاہر نظر آنے والے متوقع مکروہ مستقبل سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔ پاکستان عالمی قوتوں کی سرپرستی میں سیکولر قوتوں کے اشتراک سے جبر وتشدد کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس پر باخبر صحافی حامد میر نے 'لبرل فاشزم' کے نام سے ۳۰ جولائی کے روزنامہ جنگ میں مستقل کالم لکھ کر قوم کو توجہ دلائی ہے۔ یہ وقت باخبر ومتوجہ ہونے اور مثبت سمت میں اپنی صلاحیتیں کھپانے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شعور اور فراست کے ساتھ اپنے فیصلے کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

www.KitaboSunnat.com